اکابر دیوبند کی

بیس تراویح

ثابت کرنے کی ناکام کوشش

حنفیوں کی تحریف حدیث کی کہانی خود انکی زبانی

سنن ابوداؤد ایسی مشہور ومعروف اور مستند درسی کتاب ہے، جو صحاح ستہ کا جزو اعظم شمار کی جاتی ہے۔ اس میں نماز تراویح باجماعت کا ابتدائی واقعہ یوں مروی ہے:۔

" عن الحسن ان عمر بن الخطاب جمع الناس علی ابی بن کعب فکان یصلی بھم عشرین لیلة ولا یقنت بھم (سنن ابوداؤد)

الغرض دنیا بھر کے مطبوعہ اور قدیم قلمی نسخوں میں یہ حدیث " عشرین لیلة " ہی کے لفظ سے منقول ہے نہ صرف یہی بلکہ علامہ ولی الدینؒ ایسے مشہور محدث نے مشکوۃ المصابیح میں بھی یہ حدیث ابوداؤد کے نام سے عشرین لیلۃ ہی کے لفظ سے نقل کی ہے۔ چنانچہ مشکوۃ شریف کے جمیع قلمی اور مطبوعہ نسخوں میں یہ حدیث اسی لفظ سے پائی جاتی ہے (ملاحظہ ہو مشکوۃ مطبوعہ نور محمد حنفی نقشبندی ص ۱۱۴ باب قنوت الوتر۔ فصل ثالث۔ مرقاۃ الفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح مطبوعہ مصر ص ۱۶۷ فصل ثالث۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ باب قنوت الوتر فصل ثالث)

پہلی کوشش

مولانا محمود الحسن جو اکابر دیوبند میں سے ہیں۔ حجۃ الاسلام اور شیخ الہند کے لقب سے مشہور ہیں، نے سنن ابوداؤد مجتبائی دھلی کی تصحیح کرتے وقت اس حدیث کے متن میں لفظ تو عشرین لیلۃ ہی رہنے دیا۔ لیکن حنفیت کی تائید کے لئے " لیلۃ " پر نسخہ کا نشان دے کر حاشیہ میں یوں لکھ دیا کہ:

رکعة کذا فی نسخة مقررة علی الشیخ المولانا محمد اسحق رحمة اللہ تعالے

(ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۰۹ مطبوعہ مجتبائی طبع ثانی تصحیح کردہ شیخ الہند)

دوسری کوشش

مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری حنفی نے شیخ الہند کے تصحیح کردہ ابوداؤد کو پسند کرتے ہوئے بذل المجهود فی حل ابی داؤد اسی پر لکھی ہے اور باب قنوت فی الوتر کی حدیث عشرین لیلۃ کے متن اور حاشیہ کو اس طرح بحال رکھتے ہوئے خاموشی اختیار کی ہے۔ یعنی متن ابوداؤد میں "عشرین لیلۃ" ہی رکھا اور حاشیہ پر لکھ دیا:

رکعة كذا فی نسخة مقررة على الشيخ المولانا محمد اسحاق رحمة الله تعالى (ملاحظہ ہو بذل المجہود ص ۳۲۸)

گویا کہ آنے والی نسلوں کو دھوکا دیا ہے کہ سنن ابوداؤد میں "عشرین لیلۃ" اور "عشرین رکعۃ" دونوں طرح آیا ہے

اصل حقیقت

حضرت شیخ مولانا محمد اسحاق محدث دہلوی کے درس کی حقیقت ان کے خاص الخاص شاگرد مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری جو خاص طور پر حضرت شیخ کے درس کا حوالہ ذکر کرنے کے عادی ہیں۔ صحیح بخاری "باب اذا قيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة" کے حاشیہ میں بغیر اپنی تحقیق کئے صرف شیخ الہند کے قول سے:

الا ركعتى الفجر

کا حوالہ دیتے ہیں۔ اگر مولانا احمد علی سہارنپوری "رکعۃ" والے نسخہ کا ذکر درس شیخ میں سن پاتے تو اپنی محشی مشکوۃ یا بخاری میں ضرور کرتے اور ایسے ہی حضرت شیخ کے دوسرے تلمیذ نواب قطب الدین صاحب نے بھی مظاہر حق میں ذکر نہیں کیا

پھر شیخ کے قریب زمانہ میں دو حنفی بزرگوں کی تصحیح سے سنن ابوداؤد کے دو نسخے مطبوع ہیں۔ ایک قادری دھلی اور دوسرا محمدی دھلی۔ جن کا حوالہ شروع میں ذکر ہوچکا ہے۔ ان میں بھی حنفی بزرگوں نے "رکعۃ" والے نسخہ کا ذکر نہیں کیا۔ جو اس امر کی محکم دلیل ہے کہ یہ سب حضرت مولانا محمود الحسن صاحب یا گنگوہی صاحب باپ بیٹے کی ساخت پرداخت ہے

تیسری کوشش

شیخ الہند چونکہ حنفیت کی تائید کے لئے **تحریف** کی شاہراہ تیار کرچکے تھے اس لئے مولوی فخر الحسین اور فیض الحسین صاحبان گنگوہی اکابر دیوبند۔ دونوں باپ بیٹے نے ابوداؤد مطبوعہ مجیدی کان پور ۱۳۴۵ھ کی تصحیح

وحواشی کرتے ہوئے "رکعۃ" کو متن حدیث میں لکھ کر اس پر "نسخہ" کا نشان دیتے ہوئے حاشیہ میں "لیلۃ" کو نسخہ قرار دے دیا

(ملاحظہ ہو ابوداؤد ص ۲۰۲ مع حاشیہ تعلیق المحمود جلد اول مطبوعہ مجیدی کان پور)

کسی نے کیا خوب کہا ہے:-

بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میں سبحان اللہ!

چوتھی کوشش

چوتھے صاحب تشریف لائے تو انہوں نے تمام کمیوں کو یوں پورا کیا کہ "عشرین لیلۃ" کو متن حدیث میں ہی "عشرین لیلۃ رکعۃ" کر دیا۔ ملاحظہ ہو ابوداؤد ص ۲۰۲ مطبوعہ نولکشور

مہربان جس کو سمجھتے تھے ستمگر نکلا
لعل پہ جس کا گماں کرتے تھے پتھر نکلا

قدرت باری تعالیٰ دیکھئے :-

اگرچہ مقلدین حضرات نے مسئلہ بیس رکعت تراویح کو حدیث ابوداؤد سے مستند کرنے کی خاطر مسلسل و پیہم چار مرتبہ سر توڑ کوشش کی مگر بمصداق:-

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ!

مالک حقیقی نے جو اپنے دین قیم کا خود محافظ ہے:

(انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون) (الحجر:۹)

پہلے ہی سے خود متقدمین احناف کے ہاتھوں ہی سامان تیار کرا رکھے ہیں:-

اولاً : تراویح باجماعت کے عمل کی ابتدا چونکہ مسجد نبویؐ سے ہوئی ہے لہذا صحابہؓ اور ان کی اولاد در اولاد نسلاً بعد نسل اسی عمل کی نقل در نقل پابندی سے کرتے رہے۔ پس جب مسجد نبویؐ سے تراویح کی نماز باجماعت کے عمل کو دیکھا جاتا ہے تو امام الحرمین حضرت امام مالکؒ کا عمل حنفی مذہب کی مایۂ ناز کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں یوں مرقوم نظر آتا ہے:

وقيل احدى عشرة ركعة وهو اختاره مالك لنفسه (عمدۃ القاری باب قیام رمضان)

(یعنی امام مالکؒ گیارہ رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور یہی تعداد ان کو محبوب تھی۔

نتیجہ

اس سے ظاہر ہے کہ عہد فاروقی سے لے کر حضرت امام مالکؒ تک تراویح کی نماز گیارہ رکعت ہی پڑھی جاتی رہی ۔ پس اس سے اکابر دیوبند حنفی حضرات کے اضافہ اور "تحریف عشرین رکعۃ" اور "عشرین لیلۃ رکعۃ" اور مولانا محمود الحسن صاحب اور صاحب بذل المجہود کی تائید علی الشیخ محمد اسحاق صاحب محدث دہلوی کی حقیقت بھی روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ "عشرین رکعۃ" بیس تراویح جب عہد فاروقی سے ثابت ہی نہیں ہوسکی ۔ تو سنن ابوداؤد میں اسکے متعلق اختلاف کا شبہ بھی کیونکر ہوسکتا ہے ؟ فافہم وتدبر"

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

علاوہ ازیں

جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ حنفیوں کے بہت بڑے عالم علامہ طحطاوی حنفی نے درمختار کی شرح اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر شراح ہدایہ اور مولانا احمد علی سہارنپوری نے حاشیہ بخاری اور مولانا انور شاہ کاشمیری نے العرف الشذی اور ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوۃ میں بیس تراویح کے سنت ثابت ہونے کا اعلان کیا ۔

لیکن دیوبندی حضرات تقلیدی جنون میں اس قدر مدہوش ہیں کہ سنت ثابت کے خلاف ،عہد فاروقی کا تعامل ثابت کرنے کے لئے "عشرین لیلۃ" اور عشرین لیلۃ رکعۃ بناتے ہوئے لفجوائے ؛

یحرفون الکلمہ عن مواضعہ
یہودیت کی تحریف کا ریکارڈ مات کرنے پر تل چکے ہیں فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبیھم فتنۃ او یصیبیھم عذاب الیم۔

نماز تراویح گیارہ رکعت معہ وتر سنت ہے

اعلان

ان حالات میں ہم علی وجہ البصیرت اور پورے وثوق سے اعلان کرتے ہیں کہ تراویح کی نماز آٹھ رکعت اور مع وتر گیارہ رکعت سنت ہے ۔ خلفائے اربعہ میں سے کسی ایک خلیفہ سے باسند صحیح ثابت نہیں کہ اس نے بیس رکعت نماز تراویح پڑھی ہوں یا پڑھنے کا حکم دیا ہو ۔ البتہ بیس رکعت کے ثبوت میں ابن عباسؓ کی ایک مرفوع حدیث پیش کی جاتی ہے جس کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے اور چند ایک آثار پیش کئے جاتے ہیں اور وہ سب کے سب ضعیف ہیں جو استدلال کے قابل نہیں ہیں ۔

حضرت ابن عباسؓ کی حدیث اور علمائے حنفیہ

عن ابن عباسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة سوی الوتر
(ابن بی شیبہ طبرانی ۔ بیہقی)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے علاوہ بیس رکعت پڑھتے تھے ۔

اب اس حدیث کے متعلق علمائے حنفیہ کا نظریہ ملاحظہ فرمائیے :

علامہ عینی حنفی کا نظریہ

آپ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا راوی الشیبہ ابراہیم بن عثمان جو ابی بکر بن ابی شیبہ کا دادا ہے جسے کذبہ شعبۃ وضعفہ احمد وابن معین والبخاری و نسائی وغیرھم (شعبہ نے اسکو جھوٹا کہا ہے اور امام احمد ، ابن معین ، امام بخاری ، امام نسائی وغیرہ محدثین نے اسکو ضعیف شمار کیا ہے ۔

امام ابن ہمام کا نظریہ

ھذا الحدیث ضعیف بابی شیبة متفق علی ضعفه مع مخالفة للصحیح (فتح القدیر)

آپ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ کی حدیث ابوشیبہ ا۔ اھیم بن عثمان جو امام ابوبکر بن ابی شیبہ کا دادا ہے اس کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس کے ضعف پر تمام محدثین کا اتفاق ہے ۔ علاوہ ازیں یہ حضرت عائشہؓ کی صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے ۔

حافظ زیلعی حنفی کا نظریہ

وھو معلول بابن ابی شیبة وھو متفق علی ضعفه (نصب الرایہ)

ابن عباسؓ کی بیس رکعت والی حدیث ابن ابی شیبہ کی وجہ سے معلول ہے ۔ اور اس کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے

مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی کا نظریہ

ولا شک فی صحة حدیث عائشه و ضعف حدیث ابن عباس (التعلق المجد ص ۱۴۳)

حضرت عائشہؓ کی حدیث کے صحیح ہونے اور ابن عباسؓ کی حدیث کے ضعیف ہونے میں کوئی شک نہیں ہے ۔

مولانا عبدالحق محدث دہلوی کا نظریہ

ولم يثبت رواية عشرين ركعة عنه صلى الله عليه وسلم كما هو متعارف الآن الا فى رواية ابن ابى شيبة وهو ضعيف وقد عارضه حديث عائشة رضی اللہ عنہا وهو حديث صحيح (فتح سرالمنان)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس رکعت ثابت نہیں جیسا کہ آج کل مشہور ہے۔ البتہ ابن ابی شیبہ کی ایک روایت ہے مگر وہ ضعیف ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گیارہ رکعت والی صحیح حدیث کے معارض بھی ہے۔

کاندھلوی صاحب محدثین عظام اور فقہائے کرام کے متفقہ فیصلہ کے خلاف

محدثین عظام اور تمام فقہائے احناف، علامہ عینی رحمہ اللہ حافظ زیلعی رحمہ اللہ، علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ، مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ، مولانا عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو انتہائی ضعیف اور ناقابل عمل قرار دیا ہے مگر جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی کو دیکھئے کہ تعلیق الصبیح (مشکوۃ شریف کی شرح) میں اس ضعیف و ناقابل حجت واعتبار حدیث کو نماز باجماعت تراویح کیلئے قطعی اور آخری حجت قرار دیتے ہوئے محدثین اور فقہائے احناف کے متفقہ فیصلہ کے سراسر خلاف، انتہائی سینہ زوری سے کھلم کھلا لکھتے اور اصول حدیث کے نام سے عوام کو گمراہ کرنے کے لئے عجیب و غریب دھوکا دے رہے ہیں:

اعلم ان الحديث الذى رواه ابن عباس رضی اللہ عنہ فى عشرين ركعة الذى ضعف ائمة الحديث هو صحيح عند هذا العبد الضعيف عفا الله عنه لما ذكر العلامة السيوطى فى تدريب قال بعضهم يحكم للحديث بالصحة اذا تلقاه بالناس باالقبول وان لم يكن له اسناد صحيح و قال ابن عبدالبر فى الاستذكار لما حكى الترمذى ان البخارى صحيح حديث البحر هو الطهور ماء ه اهل الحديث لا يصحون مثل اسناده لكن الحديث عندى صحيح لتلقى العلماء باالقبول الى فاذا كان الحديث يصحح بتلقى العلماء الصالحين فكيف لا يصحح بتلقى الخلفاء الراشدين و سائر الصحابة والتابعين وجهور الائمة والمجتهدين (الخ)

(التعلیق الصبیح علی مشکوۃ المصابیح مطبوعہ دمشق ص ۱۰۵)

ترجمہ جاننا چاہیے کہ حدیث ابن عباسؓ جوکہ بیس رکعت تراویح کے متعلق روایت کی جاتی ہے اگرچہ باتفاق ائمہ حدیث ضعیف ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک صحیح ہے۔کیونکہ علامہ سیوطیؒ نے تدریب میں ذکر کیا ہے کہ جب کسی حدیث کو لوگ عملاً قبول کرلیں تو خواہ اسکی سند ضعیف ہی ہو اس حدیث کو صحیح کہا جائے گا۔ جیسا کہ محدث ابن عبدالبرؒ نے الاستذکار میں لکھا ہے کہ ترمذی نے حکایت کی ہے کہ امام بخاری نے حدیث:

البحر هو الطهور ماءه

کی تصحیح کی ہے۔ حالانکہ محدثین اس قسم کی اسناد والی احادیث کو صحیح قرار نہیں دیتے لیکن میرے نزدیک صحیح ہے اس لئے علماء نے اسکو بالاتفاق علملاً قبول کیا ہے پس جبکہ بوجہ علماء کے عملاً قبول و معمول کرنے کے ضعیف حدیث صحیح قرار دی جاسکتی ہے تو پھر اس حدیث کو کیوں نہ صحیح کہا جائے جسے خلفاء راشدینؓ اور تمام صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ اور جمہور ائمہ دینؒ اور مجتہدینؒ نے عملاً قبول کیا ہو۔

لطیفہ

کاندھلوی صاحب کے اس استدلال کی اصل؛ حقیقت بالکل وہی ہے، جیساکہ مشہور ہے کہ کسی نے بھوکے سے سوال کیا گیا دو اور دو کتنے ہوتے ہیں؟ تو اس۔نے جواب دیا ؛چار روٹیاں۔!

یعنی امام سیوطیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے جس کے معنی پر اجماع ہے اور تلقی علماء سے یہی مراد ہے کہ کسی کو اس پر انکار نہ ہو۔ بلانکیر سب اسے قبول کرتے چلے آئے ہوں جیسا کہ تدریب کی اگلی عبارت سے ظاہر وثابت ہے جسے کاندھلوی صاحب نے ذکر ہی نہیں کیا بلکہ عمداً چھوڑ دیا ہے پوری عبارت ملاحظہ فرمائیے:

وقال فی التمهید روی جابر عن النبی صلی الله علیه وسلم الدینار اربعة و عشرون قیراطاً قال وفی قول جماعة العلماء واجماع الناس علی معناه غنی عن الاسناد۔ قال فی قول جماعة العلماء واجماع الناس معناه غنی الاسناد وقال الاستاذ ابواسحاق الا سفراینی تعرف صحة الحدیث اذا شتهر عند ائمة الدحیث بلا نکیر منهم وقال نحوه ابن فورک (تدریب الراوی ص ۱۵ مصری)

تمہید میں حافظ ابن البرؒ فرماتے ہیں کہ جابرؓ نے روایت کیا کہ دینار چوبیں قیراط کا ہوتا ہے۔ حافظ صاحب تمہید میں لکھتے ہیں چونکہ اس حدیث کے معنی پر جماعت علماء اور لوگوں کا اجماع ہے اس لئے اسناد کی صحت و ثقاھت کی ضرورت ہی نہ رہی۔ جیساکہ استاذ ابواسحاق اسفرائینی فرماتے ہیں:

جب کوئی حدیث۔ ائمہ حدیث کے نزدیک مشہور ہوجائے اور اس کے معنی پر کسی نے اعتراض نہ کیا ہو تو اس حدیث کو صحیح سمجھا جائے گا

ناظرین کرام! تدریب کی اصل عبارت معہ ترجمہ آپ کے سامنے ہے کہ بعض محدثین اس ضعیف الاسناد حدیث کو صحیح کہتے ہیں جس کے معنی اور مفہوم کو صحابہؓ اور علماءؒ اور صلحاؒ بالاتفاق قبول و معمول رکھتے ہیں جسے دوسرے الفاظ میں تلقی بالقبول کہا گیا ہے۔

لیکن کاندھلوی صاحب ہیں کہ بیس رکعات کی اس حدیث کو مذکورہ اصول سے صحیح ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متفقہ معمول اور حضرت عمرؓ کے مسلمہ احیاء کے بالکل خلاف و معارض ہونے کے ساتھ ساتھ بلاتفاق محدثین اور فقہائے احناف رحمہم اللہ تعالے کے نزدیک ضعیف ہے۔ جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں:

؎ چوں کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی!

بیس رکعت نماز تراویح

اور

آثار صحابہؓ کرام

" کانو یقومون علی عهد عمر بن الخطاب فی شهر رمضان بعشرین رکعة "

اس اثر کی سند میں ابو عبداللہ ہے جو مجہول الحال ہے۔ اس لیئے یہ اثر استدلال کے قابل نہیں بلکہ سائب بن یزید سے باسند صحیح ثابت ہے کہ

کنا نقوم فی زمن عمر بن الخطاب باحدی عشرة رکعة (سنن سعید بن منصور)

یعنی ہم حضرت عمرؓ کے زمانے میں گیارہ رکعت نماز تراویح پڑھا کرتے تھے اس اثر کے بارے میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے:

اسناده فی غاية صحة (بحواله لمصابیح فی صلوة التراویح)

کہ اسکی سند انتہائی درجہ کی صحیح ہے۔

دوسرا اثر

دوسرا اثر حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ کا پیش کیا جاتا ہے، جو کہ بیہقی میں ہے کہ اس سند میں حماد بن شعیب راوی ہے، جو ضعیف ہے۔ چنانچہ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ:

ضعفه ابن معین وغیرہ وقال یحیی لایکتب حدیثه وقال البخاری فیه نظر فقال النسائی ضعیف قال ابن عدی اکثر حدیثه بمالا یتابع علیه (میزان الاعتدال)

حماد بن شعیب کو ابن معین وغیرہ نے ضعیف کہا ہے اور یحییٰ نے کہا ہے کہ اس کی حدیث لکھنے کے قابل نہیں۔ امام بخاریؒ نے کہا ہے کہ اس میں نظر ہے۔ نسائی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور ابن عدیؒ نے کہا ہے کہ اس کی اکثر حدیثیں متابعت کے لائق نہیں۔

نوٹ: امام ابن ہمام حنفی شارح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

واذ قال البخاری للرجل فیه نظر فحدیثه لا یحتج به ولا یستشهد به ولا یصلح الاعتبار (التحریر)

کہ جب امام بخاریؒ کسی شخص کے متعلق "فیہ نظر" لکھ دیں تو اسکی حدیث نہ تو حجت کے قابل ہے اور نہ ہی اس سے استشہاد کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی وہ اعتبار کے لائق ہے۔ لھذا حضرت علیؓ کا یہ اثر استدلال احتجاج کے قابل نہیں ہے۔

تیسرا اثر

عن یزید بن رومان انه قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب فی رمضان بثلاث و عشرین رکعة (مؤطا امام مالکؒ)

حضرت یزید بن رومان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ کے زمانے میں نماز تراویح میں تئیس رکعت پڑھی جاتی تھی۔

تو یہ اثر بھی منقطع مرسل ہے جو حجت کے قابل نہیں ہے۔

علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین۔

اس حدیث کو پیش کرکے زور دیا جاتا ہے کہ بیس رکعت نماز تراویح سنت خلفائے راشدینؓ ہے اور سنت خلفائے راشدینؓ کا لزوم ایسا ہے جیسے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

مندرجہ بالا حدیث ۔۔ میں ماننا پڑے گا کہ جو لوگ بیس رکعت نماز تراویح سنت سمجھ کر پڑھتے ہیں وہ حدیث:

علیکم بسنتی

کی سب سے زیادہ مخالفت کرتے ہیں۔ کیونکہ بلا اختلاف سب نے تسلیم کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تراویح گیارہ رکعت (یعنی آٹھ نفل اور تین وتر) تھی۔

مذکورہ بالا حدیث میں اگر خلفائے راشدین سے مراد صرف خلفائے اربعہ یعنی حضرت ابوبکرؓ ، حضرت عمرؓ ، حضرت عثمانؓ ، حضرت علیؓ (رضی اللہ تعالی عنہم) ہوں تو ان میں سے کسی ایک خلیفہ کے متعلق باسند صحیح قطعا ثابت نہیں کہ اس نے بیس رکعت نماز پڑھی ہوں ۔ بلکہ باسند صحیح ثابت ہے کہ خلیفہ دوم حضرت عمرؓ نے گیارہ رکعت نماز تروایح (مع وتر) پڑھانے کا حکم دیا ۔ تعامل صحابہؓ کے عنوان کے تحت سائب بن یزید کی روایت گذرچکی ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے گیارہ رکعت نماز تروایح (مع وتر) پڑھنے کا حکم دیا ۔

آمدم برسر مطلب ہماری بحث اس سے نہیں کہ کسی دور میں تروایح کی نماز بیس رکعت نہیں پڑھی گئی بلکہ ہم مانتے ہیں کہ پڑھی گئی ہیں لیکن وہ استحباب کا درجہ رکھتی ہیں ۔ گوش ہوش سے سنیئے کہ تروایح کی اس تعداد کو سنت یا سنت موکدہ نہیں کہا جاسکتا اس لئے کسی صحیح حدیث سے یا کسی صحیح اثر سے یہ ثابت نہیں ہوسکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت پڑھائی ہوں یا پڑھنے کا حکم دیا ہو خلیفہ اول حضرت ابوبکر نے بیس رکعت پڑھائی ہوں یا پڑھنے کا حکم دیا ہو خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ نے بیس رکعت نماز تروایح پڑھی ہوں یا پڑھنے کا حکم دیا ہو ۔ خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ نے بیس رکعت تروایح پڑھی ہوں یا حکم دیا ہو ۔ خلیفہ چہارم نے بیس رکعت نماز تراویح پڑھی ہو یا حکم دیا ہو ۔ لہذا بیس رکعت تروایح کو سنت نہیں کہا جاسکتا بلکہ سنت تعداد آٹھ رکعت ہے ۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعت تروایح پڑھی ہیں اور آنحضرتؐ کے ساتھ صحابہ کرامؓ نے بھی آٹھ رکعت ہی پڑھی ہیں جیسا کہ علما اکابر حنفیہ نے اس کو تسلیم کیا ہے

الحاصل

اہل حدیث کا مسلک عین سنت کے مطابق ہے ۔ بیس سنت تروایح سنت نہیں ہے ۔ چہ جائیکہ اسکو سنت موکدہ کہا جائے ۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ استحباب کا درجہ رکھتی ہے ۔ جیسا کہ علمائے حنفیہ نے بیان فرمایا ہے

دعا ہے کہ اللہ تعالے تمام مسلمانوں کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے ۔ آمین ثم آمین

اللھم ارنا لحق حقہ وارزقنا اتباعہ